السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ہندہ نے بحالت زچگی انتقال کی اور ایک لڑکا تین یوم کا اور خاوند ماں اور باپ وارث چھوڑے ہیں تقسیم مہر اور جہیز اور متعلقہ مال متروکہ کی کیونکر ہوگی اور نیز لڑکے کی پرورش کیونکر ہوگی اور اس کے اخراجات پرورش کون دے گا اور لڑکے کا حصہ کس کی تحویل میں رہے گا۔ ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اس صورت میں بعد تقدیم علی الارث ورفع موانعہ کل مال متروکہ ہندہ بارہ سہام (حصوں) پر تقسیم ہوگا اس میں سے تین سہام یعنی چار آنے خاوند کو اور دو سہام (یعنی دو آنے آٹھ پائی) باپ کو اور اسی قدر ماں کو اور باقی پانچ سہام (یعنی چھ آنے آٹھ پائی) لڑکے کو ملے گا اس کی دلیل آیات و حدیث ذیل ہیں۔

فَإِن كانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمّا تَرَكنَ مِن بَعدِ وَصِيَّةٍ يوصينَ بِها أَو دَينٍ   ١٢ ... سورة النساء (1)

(پھر اگر ان کی کوئی اولاد ہو تو تمہارے لیے اس میں سے چوتھا حصہ ہے جو انھوں نے چھوڑا اس وصیت کے بعد جو وہ کر جائیں یا قرض (کے بعد)

۔ وَلِأَبَوَيهِ لِكُلِّ وٰحِدٍ مِنهُمَا السُّدُسُ مِمّا تَرَكَ إِن كانَ لَهُ وَلَدٌ   ١١ ... سورة النساء2

(اور اس کے ماں باپ کے لیے ان میں سے ہر ایک کے لیے اس کا چھٹا حصہ ہے جو اس نے چھوڑا اگر اس کی کوئی اولاد ہو)

(عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ((الحقوا الفرائض باہلہا فما بقی فہو لاولی رجل ذکر))[1](متفق علیہ مشکوۃ ص2559

(عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مستحقین کو ان کے مقررہ حصے دو اور جو باقی بچے وہ (میت کے) قریب ترین مرد (رشتے دار) کا حصہ ہے)

لڑکے کی پرورش لڑکے کی نانی کے متعلق ہوگی اگر وہ اس کی پرورش کی خواستگار ہو ورنہ اس کے باپ کے متعلق ہوگی اور اس کے اخراجات پرورش صرف باپ دے گا اور لڑکے کا حصہ بھی باپ ہی کی تحویل میں رہے گا۔

فصل: ذکر حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الولد من أحق بہ فی الحضانة:

روی أبوداود فی "سننہ": من حدیث عمرو بن شعیب، عن أبیہ، عن جدہ عبداللہ بن عمرو بن العاص، أن امرأة قالت: یا رسول اللہ إن ابنی ہذا کان بطنی لہ وعاء، وثدیي لہ سقاء، وحجري لہ حواء، وإن أباہُ طلقنی، فأراد أن ینتزعہ منی، فقال لہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "أنت أحق بہ مالم تنکحی""[2](زاد المعاد: 289/2

(بچے کی نگہداشت اور تربیت کا کون زیادہ حق دار ہے؟ اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور فیصلے کا ذکر امام ابوداؤد رحمة اللہ علیہ نے اپنی سنن میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث بیان کی ہے کہ ایک عورت نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا یہ بیٹا میرا پیٹ اس کے لیے برتن میرا سینہ اس کے لیے مشکیزہ اور میرا دامن اس کے لیے پناہ گاہ رہا ہے اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی ہے اور چاہتا ہے کہ اس کو مجھ سے چھین لے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: تو اس کی زیادہ حق دار ہے جب تک تو نکاح نہ کرے)

والولایة علی الطفل نوعان: نوع یقدم فیہ الأب علی الأم ومن فی جہتہا وہی ولایة المال والنکاح، ونوع تقدم فیہ الأم علی الأب وہی ولایة الحضانة والرضاع، وقدم کل من الأبوین فیما جعل لہ من ذلک لتمام مصلحة الولد وتوقف مصلحتہ" علی من یلی ذلک من أبویہ وتحصل بہ کفایتہ.

ولما کان النساء أعرف بالتربیة وأقدر علیہا وأصبر وأرأف وأفرغ لہا لذلک قدمت الأم فیہا علی الأب.

(ولما کان الرجال أقوم بتحصیل مصلحة الولد والاحتیاط لہ فی البضع [الزواج] قدم الأب فیہا علی الأم (زاد المعاد2/290

(بچے کی ولایت کی دو قسمیں ہیں ایک قسم میں باپ کو ماں اور اس کی طرف سے جو بھی ہے پر مقدم رکھا گیا ہے یہ مال اور نکاح کی ولایت ہے دوسری قسم میں ماں کو باپ پر مقدم کیا گیا ہے اور یہ پرورش و تربیت اور رضاعت کی ولایت ہے۔ چونکہ عورتیں عملی تربیت کو زیدہ جانے والی ہیں اس پر زیادہ قدرت رکھتی ہیں اس پر صبر کرنے والی ہیں اس کام کے لیے زیادہ فراغت و فرصت رکھتی ہیں اور بچے پر نرمی کرنے والی ہیں اسی لیے اس میں ماں کو باپ پر مقدم کیا گیا ہے جب کہ مرد بچے کی مصلحت کے حصول اور شہوانی معاملات میں اس کی زیادہ حفاظت کرنے والے ہیں اس لیے اس کے متعلق ولایت میں باپ کو ماں پر مقدم کیا گیا ہے)

وثبت عنہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الصحیحین ان ہندا امراۃ ابی سفیان قالت لہ ان ابا سفیان رجل شحیح لیس یعطنی من النفقۃ مایکفینی وولدي الاما اخذت منہ وہولایعلم ؟ فقال : ((خذي مایکفیک وولدیک بالمعروف))[3](زاد المعاد2/304)

(بخاری ومسلم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی ہندہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی بلاشبہ ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پسہ سنبھال کر رکھنے والی بخیل آدمی ہیں وہ مجھے اتنا (خرچ) نہیں دیتے جو مجھے اور میرے بچوں کو کافی ہو سوائے اس کے کہ میں ان کی لاعلمی میں ان کے مال میں سے کچھ لے لوں (تب گزارہ ہو سکتا ہے) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اتنا لے لو جو تمھیں اور تمھاری اولاد کو مناسب حد تک کافی ہو)

(فیہ دلیل علی تفرد الاب بنفقۃ اولادہ ولا تشارکہ فیہا الام ((زاد المعاد2/304

(اس میں اس بات پر دلیل ہے کہ باپ اپنی اولاد کے نفقے کا تنہا ذمہ دار ہے اس فریضے میں ان کی ماں شریک نہیں ہے)

(ونفقۃ الاولاد الصغار علی الاب لایشارکہ فیہا احد[4](ہدایۃ باب النفقۃ

(چھوٹے بچوں کا نفقہ باپ کے ذمے ہے اس میں کوئی اور اس کے ساتھ شریک نہیں)

---

[1] 1615(صحیح البخاري رقم الحدیث (6351) صحیح مسلم رقم الحدیث ۔)

[2] 7176(سنن ابي داوٗد رقم الحدیث ۔)

[3] 1714(صحیح البخاري رقم الحدیث (5049) صحیح مسلم رقم الحدیث ۔)

[4] 291:(الھدایۃ ص ۔)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب الطلاق والخلع، صفحہ:551

محدث فتویٰ